دخترِ رسولؐ کے عقد کا معیار

زبدۃ العلماء مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ

شادی کے قدیم معیار پر فکر بحث اس قدر وسیع موضوع ہے کہ قلم اپنی استیعابی کوششوں کو صرف کرتے ہوئے بھی منزل تک پہنچ نہیں سکتا اقوام عالم کے نظریات مختلف ہیں کوئی لڑکے کے ذاتی کمالات کا دلدادہ ہے کسی کو شرافت حسب ونسب کی جستجو ہے کوئی حسن وجمال کا جویندہ کسی کو سرمایہ داری کی تلاش حرص وہوس کی دست درازیوں نے بڑے گھرانے کی پری جمال لڑکیوں کو پست نسب مگر دولت مند شوہروں کے پہلو میں بٹھا دیا، یہ وہ خرابیاں تھیں جنھوں نے عورت کی آئندہ زندگی کو حد سے زیادہ تاریک بنا دیا والدین کے غلط انتخابات کے نتیجہ تاریخ کے صفحات پر اب تک ثبت ہیں۔ ہم دنیا کے مقتدر اصحاب میں چند مشہور ہستیوں کے رویہ پیش کرتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے مشہور تاجور طالوت نے اپنی دختر کے عقد کا معیار دشمن کا سر قرار دیا تھا اُن کا اعلان تھا کہ جو شخص اس زمانہ کے دیوپیکر پہلوان جالوت کو شکست دے وہ ان کا داماد بن سکتا ہے یہ نظریہ بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل کے دور تک پہنچا اور خواتین عرب اپنی خواستگاری کرنے والے نوجوانوں سے باپ بھائی کے قاتل کا سر مانگتی تھیں۔

پیغمبرانہ انتخاب اس سے بالکل نرالا تھا وہ تاہلی زندگی میں صنف نازک کے مستقبل کو سُنہرا بنانے کے لئے چاہتے تھے کہ لڑکے کے عادات اطوار اپنے پاس رکھ کے دیکھیں۔ جناب شعیب نبی نے موسیٰ بن عمران کو آٹھ دس برس کی طویل مدت تک اپنے زیر نگرانی رکھا اس وقت شرف دامادی بخشا۔

جناب شعیب کے دل ودماغ میں اس خیال کی بنیاد اس وقت قائم ہوئی تھی جب موسیٰؑ نے ان کے مویشی کو چاہ مدین سے تن تنہا سیراب کیا تھا اور لڑکی نے ضعیف باپ کے رو برو اس انسانی ہمدردی کی گرانقدر الفاظ میں تعریف کی تھی۔

تاریخ عرب کے ان حقائق کی طرف اشارہ کرنے کے بعد قدیم ہندوستانیوں کا مذاق بھی پیش کرنے کو دل چاہتا ہے۔ سیتا ہندوستان کی مشہور شاہزادی تھی اس کے باپ نے اس کو بر تجویز کرنے کا اختیار دے رکھا تھا اس کے باپ کو بزرگوں سے ایک کمان ملی تھی جو بہت بھاری اور کڑی تھی۔ سیتا نے اعلان کیا کہ جو کوئی اس کمان کو جھکا دے وہی میرا بَر ہوگا۔ راجاؤں کے پرے آئے مگر کسی سے کمان نہ جھکی ایک ایک کر کے سب نے زور لگایا بعض سے تو اُٹھ بھی نہ سکی جب رام کی باری آئی تو انھوں نے اسے آسانی کے ساتھ موڑ دیا اور اتنا جھکایا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے سیتا نے فوراً پھول مالا ان کے گلے میں ڈال دیا۔ (رامائن)

ان مختلف پہلوؤں کو پیش نظر رکھنے کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ پیغمبر اسلام جو تہذیب وتمدن کے صحیح معنوں میں علمبردار ہیں اپنی اکلوتی بیٹی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شادی میں داماد کا انتخاب کیونکر کرتے ہیں۔

عرب میں حُسن، دولت، شرافت سب ہی موجود ہے اور بڑے بڑے سرمایہ دار چاہتے ہیں کہ سیدہؑ کو اپنے عقد میں

لے آئیں، پیغمبر اگر کسی کی استدعا کو قبولیت کا شرف عطا فرماتے ہیں تو وہ ''علیؑ مرتضیٰ'' کی بلند مرتبہ ذات ہے جو اس رشتہ کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ فرزند ابوطالبؑ کی ذات ہر معیار پر ٹھیک اترتی ہے اگر حسب ونسب مطلوب ہو تو علی ونبیؐ (صلوات اللہ وسلامہ علیہما) کی تخلیق شجرۂ واحدہ سے ہوئی اگر دشمن کے سر کی ضرورت ہے تو شیر خدا ہی کے دست وبازو کی یہ طاقت تھی کہ پیغمبرؐ خدا کے سر برآوردہ دشمنوں کو تہہ تیغ کیا مرحب کا سر کاٹا عمرو عنتر کے خون بہائے، دشمن توحید کو قتل کیا۔ فاطمہؑ زہرا کے ساتھ عقد کا استحقاق پیدا ہوا۔

اگر جناب شعیب کا نظریہ صحیح تھا اور دامادی کا شرف اُسی کو مل سکتا تھا جو سقایت کے خدمات انجام دے تو علیؑ مرتضیٰ نے بیر الالم میں مسلمانوں کو سیراب کیا شب بدر پانی لاکر تشنہ لب مجاہدین کی پیاس بجھائی اور قیامت کے دن ساقئ کوثر بھی وہی ہوں گے پھر ان کے سوا زوج بتولؑ کون ہوسکتا ہے۔

شعیب نے دس برس تک اپنے ساتھ رکھ کر موسیٰ کے چال چلن دیکھے تو پیغمبرؐ سے بہتر علیؑ کے حالات کا ماہر کوئی نہ تھا جب سے پیدا ہوئے ساتھ رہے آغوش نبی میں آنکھ کھولی مقصد تبلیغ میں فکری وعملی حیثیت سے وہ بے پناہ سعی کی کہ کبھی سرفروشی میں بھی عذر نہ ہوا دامادی کی عزت ان کے سوا کسے مل سکتی تھی؟

اگر شادی کا معیار ایک وزنی کمان کو جھکا دینا ہے تو علیؑ مرتضیٰ روحی فداہ نے ذوالفقار ایسی محیر العقول تلوار لے کر جہاد کیا قوس دور کا حربہ ہے جس کو ہر جوانمرد پسند نہیں کرتا تلوار دشمنوں میں ڈوب کر لڑنے کا ہتھیار ہے اور نزدیک سے حملہ بہادروں کا خاص شیوہ ہے۔ شمشیر بکف کماندار سے زیادہ بہادر مانا گیا ہے۔

ان تمام نظریات کے تحت میں سیدہ عالمیان کے ساتھ شادی کا حق صرف علیؑ کو تھا خدا برا کرے تعصب کا جو اس عظیم الشان فضیلت کے حامل پر حرص وآز کی نظر ڈالتے تھے اور خاندان رسالتؐ سے جو دیرینہ بغض وعناد تھا اس کا مظاہرہ بات بات پر ہوتا تھا مرد عورت سب ہی طعنہ زن تھے سیدہ کا یہ کہہ کر دل دکھاتے تھے کہ ''علی تو مفلس ہیں'' سیدۂ زنان قریش کے طعن سُن کر آٹھ آٹھ آنسو روتی تھیں جب شفیق باپ کی نظر پڑ جاتی تھی تو بیٹی کو اشکبار دیکھ کر فرماتے تھے:

بیٹی! میں نے اپنے گھرانے میں جو سب سے بہتر تھا تجھ کو اس کے ساتھ بیاہا قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے تیری شادی اس کے ساتھ کی جو دنیا بھر میں سعادت منداور عقبیٰ میں صالحین کے زمرہ میں ہے۔ (زین الفتیٰ امام عاصمی، ص۵۹)

اسی شکوہ کو سن کر ایک دوسرے موقع پر پیغمبرؐ خدا نے خاتون محشر سے یہ بھی فرمایا تھا:

میں نے تیری شادی اس شخص کے ساتھ کی جو مسلمانوں میں سب سے پہلے ایمان لایا اور حلم وبردباری میں سب سے بڑا حلیم ہے اور سب سے زیادہ خلیق اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ ص ۶۲

ان حیات بخش مژدوں کو سن کر فاطمہ زہراءؑ مسکرانے لگتی تھیں، یہ تھے پیغمبرانہ ارشادات جس سے واضح ہوا کہ بیٹی کے عقد میں معیار کثرت فضائل تھا یہ دوسری بات تھی کہ وہ نوجوان اپنے کمالات کے لحاظ سے ہر معیار پر ٹھیک اُترتا تھا۔

❁❁❁